نوحے

(قسط دوم)

خطیب اعظم علامہ سید سبط حسن فاطرؔ جائسی طاب ثراہ

﴿۴﴾

صبح چہلم آگئی غم دل کا تازہ ہوگیا
تشنہ لب کی یاد میں ہر اشک دریا ہوگیا

بال کھولے ہیں حرم نے آکے لاش شاہ پر
اتنے دن کی دھوپ جب کھائی تو سایہ ہوگیا

جس نے اک پانی کا قطرہ بھی نہ پایا نہر سے
کربلا بتلا وہ تیرا میہماں کیا ہوگیا

قید ہونے سے بڑھا ماہ امامت کا فروغ
طوق عابدؑ کے گلے میں جاکے ہالا ہوگیا

خیمہ شبیرؑ کا کوئی نشاں ملتا نہیں
گھر پیمبرؐ کا لٹا ایسا کہ صحرا ہوگیا

لاش کو بیٹے کی سینے سے لگائے ہیں حسینؑ
بے زباں خوں میں نہاکر اور پیارا ہوگیا

سوزغم سے روتے روتے ماتم عباسؑ میں
قافلہ اطفال کا کچھ اور پیاسا ہوگیا

سنتے تھے نیزے پہ جب قرآں تو یہ کہتے تھے لوگ
اے سر معجز نما دوش نبیؐ کیا ہوگیا

بعد شہہ بیماریٔ سجادؑ کا کیا پوچھنا
عمر بھر رونے کو اک درد اور پیدا ہوگیا

قلب اکبر کے سناں سے چھد چکا تھا شہ کا دل
بین سے زینبؑ کے سو ٹکڑے کلیجا ہوگیا

باغیوں نے کرکے پامال اپنا دل ٹھنڈا کیا
ہائے احمدؐ کے چمن کا پھول کانٹا ہوگیا

ہوگیا سارا جہاں تاریک بعد قتل شاہ
بیبیاں خیمے سے جب نکلیں تو پردا ہوگیا

چادریں سیدانیوں کی لے کے کیا حاصل ہوا
کس قدر ملک یزیدی میں اضافہ ہوگیا

تو کسے پانی پلا سکتی تھی اے نہر فرات
جب ترا مہمان آکر ذبح پیاسا ہو گیا

سر جدا کرکے لئے جاتے ہیں ظالم سوئے شام
جسم فرزند نبیؐ اب اور تنہا ہوگیا

خوب پایا مصطفیؐ نے اپنی محنت کا ثمر
ہاتھ سے امت کے یوں بیجاں نواسا ہوگیا

یہ شکایت رہ گئی اے گوہر گوش یتیم
کیوں نہ جاکر ہاتھ میں ظالم کے چھالا ہوگیا

لٹ رہے تھے آل احمدؐ دیکھتے تھے اشقیا
دشمنوں کو گھر نبیؐ کا اک تماشا ہوگیا

مر کے ساحل سے نہ سرکا پائے سقائے حرم
ہاتھ جب کٹوا دئے دریا پہ قبضہ ہوگیا

ناخدائے کشتئ دیں تیری ہمت کے نثار
امت عاصی کے بخشش کا سہارا ہوگیا

﴿۵﴾

بیسویں تک دھوکے منہ خوں سے سپہر پیر کا
کر چکا ماہ صفر چالیسواں شبیرؑ کا

کیوں سیہ تھی خاک کیا پیاسوں کے خوں سے جل گئی
کیوں فلک تھا سرخ کیا سر پر تھا خوں شبیرؑ کا

ہر زباں ہے نوحہ گر اس بے زبانی کے لئے
خون میں رنگیں ہے قصہ آج تک بے شیر کا

پردہ پوشئ حرم تھی شاہ دیں کے دم کے ساتھ
بھائی کا سر کٹتے ہی سر کھل گیا ہمشیر کا

دیکھتی دنیا اثر ملتا جو اصغرؑ کا مزار
تھا وہ تعویذ لحد لکھا ہوا شبیرؑ کا

پائے عابدؑ ہوکے خم شکل سر تسلیم تھا
بوجھ یوں بیمار پر ڈالا گیا زنجیر کا

دیکھئے اللہ اکبر فوج کیں کی بدعتیں
بے گنہ کے قتل پر اک شور تھا تکبیر کا

خون کی سطروں میں زخموں نے لکھا حال حسینؑ
جسم اقدس تھا ورق قرآن کی تفسیر کا

جارہے ہیں گھر سے اصغر جانب خلد بریں
منتظر ہے راہ میں چُبھنے کو کانٹا تیر کا

غازۂ خون شہادت سے بڑھا اکبر کا رنگ
رنگ دونا تھا رسولؐ اللہ کی تصویر کا

گرمئ بازار غم کی شعلہ ریزی دیکھنا
پاس تھا دریا مگر گھر جل گیا شبیرؑ کا

اک جہاں ہمدرد اصغرؑ ہے یہ کیسا قتل تھا
کون سا دل ہے نہیں جس میں کہ زخم اس تیر کا

گود کے پالوں کے لاشوں سے اُٹھیں کیا اہلبیتؑ
دل کے ٹکڑوں پر جھکا ہے قافلہ شبیرؑ کا

ہاتھ عباسؑ جری کے کٹ گئے کیوں اے فلک
ایک قطرہ بھی نہ تھا اطفال کے تقدیر کا

دھوپ میں وہ بیبیاں تھیں بعد سرور بے نقاب
جن پہ سایہ تھا ازل سے چادر تطہیر کا

﴿۶﴾

قید میں سب تھے پئے آہ و بکا کوئی نہ تھا
روز چہلم غیر جابر دوسرا کوئی نہ تھا

قید میں سجادؑ تھے پھر دفن ہوتے کیا حسینؑ
اک مریض ناتواں کے ما سوا کوئی نہ تھا

کس سے اپنا درد کہتے بعد سرور اہلبیتؑ
جس طرف دیکھا حرم نے آسرا کوئی نہ تھا

کیا سنبھلتے راہ میں عابدؑ مرض اور غم کے ساتھ
پاؤں میں تھیں بیڑیاں لیکن عصا کوئی نہ تھا

تھا سکینہ کا بیاں عمو کدھر روپوش ہو
پانی مانگا تھا قصور اس کے سوا کوئی نہ تھا

میرے بابا کا گلا کاٹا گیا ہنگام عصر
شمر جب سینہ پہ تھا تب اے چچا کوئی نہ تھا

رسیوں میں ظلم کے جکڑے ہوئے تھے اہلبیتؑ
خوں نہ ہو جس سے رواں ایسا گلا کوئی نہ تھا

جس کے آگے سر ہوں نیزوں پر عقب میں اہلبیتؑ
جز حرم ایسا جہاں میں قافلہ کوئی نہ تھا

تشنہ لب طفل و جوان و پیر سب رخصت ہوئے
مستحق قطرے کا بھی کیا اے خدا کوئی نہ تھا

کیوں نبیؐ کی آنکھ میں دنیا نہ ہو جائے سیاہ
جز شہ دیں نورعین مصطفیٰؐ کوئی نہ تھا

سب کو دیکھا تیر جو کھاکر گرے تھے دہر میں
حلق اصغر کی طرح ننھا گلا کوئی نہ تھا

﴿۷﴾

اکیلی لاش تھی کوئی نہ رونے والا تھا
یہی وہ ہے کہ جسے سیّدہؑ نے پالا تھا

ستارے ٹوٹ کے آتے تھے عرش اعلیٰ کے
فلک نے خاک کے کاندھے پہ بوجھ ڈالا تھا

سپہر سرخ تھا اپنے سرشک خونیں سے
لباس غم میں زمیں تھی تو رنگ کالا تھا

نہال تھے وہ لگائے ہوئے شہادت کے
ہر اک کے گرد نمایاں لہو کا تھالا تھا
اب آب نہر چھٹا قبضہ مخالف سے
نہاں زمین میں جب چھ مہینے والا تھا
حسینؑ یاس سے تکتے تھے آسماں کی طرف
وہ خاک پر تھے جنھیں گودیوں میں پالا تھا
اکیلی رہ گئی میت عدو رہے نہ حرم
نہ ہنسنے والا تھا کوئی نہ رونے والا تھا
بنی ہے چھوٹی سے تربت جو سب سے کہتی ہے
وہ گر پڑا جسے شبیرؑ نے سنبھالا تھا
وہ سڑ کے گر نہ گیا کیوں مجھے تعجب ہے
ردائے بنت علیؑ پر جو ہاتھ ڈالا تھا
پناہ لیں وہ کہاں اور کس کے دامن میں
لگا کے آگ جنھیں خیمے سے نکالا تھا
اندھیرا ہوگیا دنیا میں وقت عصر تمام
جہاں تھا نیزہ پہ سر اُس جگہ اُجالا تھا
کنار نہر وہیں تھا نشان فوج خدا
جہاں زمیں پہ پڑا اک بلند و بالا تھا
پکارتے ہیں حرم کون دے جواب انھیں
جو جا چکے تھے کوئی اُن میں آنے والا تھا
گھرے تھے حضرت عابدؑ کے پاؤں آفت میں
اِدھر کو لنگر آہن اُدھر کو چھالا تھا
سجھائی دیتی نہ تھی شہ کو لاش اکبر کی
یہ وہ پسر تھا کہ جو آنکھ کا اُجالا تھا
فلک کے پار نہ ہو کس طرح فغان حسینؑ
کہ رن میں سینہ اکبرؑ کے پار بھالا تھا
جسے اتار لیا اشقیا نے گھوڑے سے
وہی تو دوش پیمبرؐ کا چڑھنے والا تھا

﴿۸﴾

نے جواں باقی نہ بچہ رہ گیا
عالم ایجاد میں کیا رہ گیا
اُٹھ گئے پیاسے حسینؑ ابن علیؑ
پانی پانی ہوکے دریا رہ گیا
اشک غم میں رنگ دینے کے لئے
خوں میں تر ہوکر پھریرا رہ گیا
ظہر کے وقت اب نمازی ہیں کہاں
قبلۂ عالم اکیلا رہ گیا
خاک اڑتی ہے پس قتل حسینؑ
خیر کچھ رانڈوں کا پردا رہ گیا
ایک قطرہ بھی نہ بچّے کو ملا
جل کے پانی کا کلیجہ رہ گیا
چھپ گیا نور خدا روز دہم
فوج غازی میں اندھیرا رہ گیا
ایک بچّے کی شہادت کے لئے
دن گھٹا اتنا کہ تھوڑا رہ گیا
چونک اُٹھا بچہ گلے پر کھا کے تیر
دیکھ کر منھ ابن زہراؑ رہ گیا
بعد اصغرؑ نذر دیں اب کیا حسینؑ
کیا رہا ہاتھوں میں رعشہ رہ گیا
سو چکے اصغر زمین گرم پر
دل دکھا دینے کو جھولا رہ گیا
جا چکے کوثر پہ انصار حسینؑ
جوش میں آ آ کے دریا رہ گیا
اہل عالم کے رلانے کے لئے
اک بڑا پُر درد قصہ رہ گیا
دہر میں لاشے اُٹھانے کے لئے
فاطمہ زہراؑ کا پیارا رہ گیا
ساربان بننے کو راہ شام میں
عابدؑ بیمار تنہا رہ گیا

کربلا سے اس طرح گذرے حسینؑ
راستہ فریاد کرتا رہ گیا

غم بہتر کا اُٹھانے کے لئے
ایک زینب کا کلیجہ رہ گیا

کربلا والو پلٹ آوٴ تمہیں
دشت میں سردار تنہا رہ گیا

ہو چکے سیراب کوثر پر شہید
تذکرہ ظلم و جفا کا رہ گیا

چھٹ نہیں سکتا بہادر کا مقام
شیر کا دریا پہ قبضہ رہ گیا

تشنگئ شہ کا تھا اتنا ملال
سوکھ کر آخر کو دریا رہ گیا

یاد ہیں شیعوں کو بچی کے گہر
زخم گوہر بن کے چھالا رہ گیا

سوئے اکبر کھاکے برچھی کی انی
اشتیاق خطّ صغرا رہ گیا

اٹھ گئی پیاسوں کو پانی کی اُمید
نہر پر بچوں کا سقا رہ گیا

﴿۹﴾

غبار دشت یوں کیا باعث رنج و محن ہوگا
حسینؑ ابن علیؑ مر جائیں گے اور تو کفن ہوگا

پس قتل امام عصر کون آکر چھڑائے گا
کہ سارا سلسلہ احمدؐ کا پابند رسن ہوگا

بدل جائے گی قسمت کربلا کے ساتھ یثرب کی
وطن ویرانہ ہوگا اور ویرانہ وطن ہوگا

حسینؑ ابن علیؑ روتے ہیں اک چھوٹی سی تربت پر
زمین گرم پر بچہ کوئی تشنہ دہن ہوگا

علی اصغر چلے ہیں رن کو اور قسمت یہ کہتی ہے
یہی کرتا جو پہنے ہیں یہی خونی کفن ہوگا

یہ دوہری قید عابدؑ سے اٹھائی جائے گی کیونکر
جسے بیڑی پہنائی ہے وہ پابند رسن ہوگا

جہاں منزل بنائی آپ نے رہنے نہیں پائے
حسینؑ ابن علیؑ کی طرح کوئی بے وطن ہوگا

سوائے کشتگان کربلا اس باغ عالم میں
جسے کانٹے بھی روئے کون سا ایسا چمن ہوگا

بعزت حلہ پوش خلد کی عریاں تنی دیکھو
بھلا دنیا میں کیا شبیرؑ کے خاطر کفن ہوگا

قریب عصر اصغرؑ کی شہادت کو نہ کم سمجھو
ستارے ڈوبتے ہیں مہر میں پیدا گہن ہوگا

علی اصغرؑ کو کرکے یاد ماں کہتی تھی رو رو کر
تمہیں چپ لگ گئی ایسی کہ سناٹے میں بن ہوگا

یہ مانا اے علی اصغر کہ مجمع ہے شہیدوں کا
میری جاں بے زباں ہو کون تم سے ہم سخن ہوگا

﴿۱۰﴾

ہو تسلی سید سجادؑ کو کیا دیکھ کر
تشنہ کاموں کا لہو یا پاس دریا دیکھ کر

چاک ہو جاتا تھا دل عابدؑ کا راہ شام میں
آنسووٴں کا بیووں کے چہرہ پہ پردہ دیکھ کر

کہتے تھے شبیرؑ اکبر دو مرے منھ میں زباں
صبر آجائے گا میرے منھ کا کانٹا دیکھ کر

سینہ شبیرؑ میں زخم سنان ہے آشکار
دل تڑپ جاتا ہے اکبر کا کلیجہ دیکھ کر

ذکر اہلبیتؑ کیا روئی ہے فوج شام بھی
باپ کی گودی میں اک ننھا سا لاشا دیکھ کر

ہے علمبردار سے پانی کی بچوں کو اُمید
پیاس بجھ جاتی ہے رائت کا پھریرا دیکھ کر

ناصران شاہ کو آب و غذا کی فکر کیا
طاقت آئی ہے رخ فرزند زہرا دیکھ کر

دوست دار آل کی آنکھوں میں دنیا تھی سیاہ
بیبیوں کے چہروں پر بالوں کا پردا دیکھ کر

پیاس کو بھولی ہوئے تھی زیر رایت فوج شاہ
دھوپ میں خوش ہو رہے تھے ظل طوبیٰ دیکھ کر

کس قدر مسرور تھی فوج لعیں ہنگام عصر
اپنی کثرت دیکھ کر حضرت کو تنہا دیکھ کر

خون کے اشکوں سے روتا تھا سپہر نیلفام
خاک پر شبیرؑ کے لاشے کو تنہا دیکھ کر

کہتی تھی بالی سکینہ میرے موتی چھن گئے
پھر چلے جانا مرے کانوں کو بابا دیکھ کر

جس جگہ تھا سرورؑ وعباسؑ و اکبرؑ کا مقام
ایسے خالی گھر کو رو دیتی تھی صغرا دیکھ کر

کہتی تھیں اصغرؑ کی تربت سے یہ بانوئے حزیں
ڈر نہ جانا رات کو دامان صحرا دیکھ کر

یاد آئی تشنگی شبیرؑ کے اطفال کی
رو دیا سقائے اہلبیتؑ دریا دیکھ کر

بند ہے پانی کہاں سے لائیں شاہ تشنہ لب
دل تڑپ جاتا ہے بچوں کو تڑپتا دیکھ کر

ام سلمہ کو خبر پہنچائی خوں کے جوش نے
خاک تھی جس میں بہت روئیں وہ شیشہ دیکھ کر

کس طرح سجادؑ جائیں شام چل سکتے نہیں
اور پھر شبیرؑ کو رن میں اکیلا دیکھ کر

غم سے خیمہ میں سنبھل سکتی نہیں بانوئے شاہ
کروٹیں لیتا ہے دل اصغر کا جھولا دیکھ کر

قبر میں کیونکر نہ کرتے دفن بچے کو حسینؑ
ماں نہ مرجاتی علی اصغرؑ کا کرتا دیکھ کر

﴿۱۱﴾

کروٹیں دل کیوں نہ لے اس حشر کے آنے کے بعد
چپکے بیٹھیں کس طرح مولا کے اُٹھ جانے کے بعد

پانی پینے کو نہ تھا ممکن تو کیا کرتے حسینؑ
خاک میں اصغر کو سونپا خوں میں نہلانے کے بعد

روضۂ احمدؐ کی زینت ساتھ اس کے چل بسی
جو مدینہ کو نہ پلٹا کربلا آنے کے بعد

فرق کیا تھا سینہ و گردن میں شہ تک آ گیا
ذبح کا پیغام اکبر کے سناں کھانے کے بعد

کربلا اک دیدہ عبرت تھی جس کے واسطے
نہر آنسو ہو گئی پیاسوں کے اُٹھ جانے کے بعد

لاشۂ بے شیر کو دل سے لگائے ہیں حسینؑ
پھول پیارا ہو گیا کچھ اور مرجھانے کے بعد

کچھ نہ کچھ پردا رہا آل نبی کا لٹ کے بھی
اک اندھیرا چھا گیا خیموں کے جل جانے کے بعد

ماں کو بچے کے قرار آتا تو آتا کس طرح
گود میں اصغر کہاں تھے یاد آجانے کے بعد

لاش اکبر ڈھونڈھتے ہیں اور نہیں پاتے حسینؑ
راستہ کیا سوجھتا نور نظر جانے کے بعد

گود میں شبیر کے منھ کھل گیا بے شیر کا
پیاس اتنی بڑھ گئی تیر ستم کھانے کے بعد

موتیوں نے تو سکینہ سے کنارہ کرلیا
بس یتیمی رہ گئی بابا کے مر جانے کے بعد

بال کھولے بیبیوں نے منھ چھپانے کے لئے
اور کیا کرتے حرم چادر کے چھن جانے کے بعد

وہ گلا جس کا گریبان نبیؐ کا ساتھ تھا
زیر خنجر آ گیا نانا کے مر جانے کے بعد

لاش کو کڑیل جواں کی کس طرح لائیں حسینؑ
سیدھے ہو سکتے نہیں بھائی کے مرجانے کے بعد

دیکھئے ہوتا ہے کب تک ختم حضرت کا سفر
شام تک جانا ہے باقی کربلا آنے کے بعد

قبر سے نکلے نبیؐ کاندھے کو خالی دیکھ کر
سر نے محشر کر دیا نیزے پہ چڑھ جانے کے بعد

ہیں سر شبیرؑ کے ہمراہ سر اصحاب کے
ہاتھ سے دامن نہ چھوٹا دم نکل جانے کے بعد

عورتیں کوفے کی صدقے دے رہی ہیں پھینک کر
کون پہچانے انھیں اس طرح لٹ جانے کے بعد

نوک نیزہ پر ہیں قرآں کی تلاوت میں حسینؑ
اب زباں تر ہو رہی ہے خشک ہو جانے کے بعد

کیا خبر کس کس پہ خنجر پھر گیا ہنگام عصر
اک زمانہ خون رویا سر کے کٹ جانے کے بعد

کام خنجر کا نہیں اب جی نہیں سکتے حسینؑ
میہماں کچھ دم کے ہیں بیٹے کے مر جانے کے بعد

کیا کہوں کیوں خاک کا پیوند ہو کر رہ گئے
باپ سے شرما گئے اصغر کفن پانے کے بعد

دیکھ کر لاشوں کو یوں آواز دیتے تھے حسینؑ
ہم اکیلے رہ گئے تم سب کے مر جانے کے بعد

﴿۱۲﴾

تصویر غم زمیں نہیں یا آسماں نہیں
شبیرؑ سے شہید کا ماتم کہاں نہیں

ڈھونڈے سے اہلبیتؑ کو ملتا نہیں پتہ
یہ کربلا وہی ہے مگر میہماں نہیں

صغریٰ وطن میں ہیں تو بہن قید شام میں
مظلوم کی لحد پہ کوئی نوحہ خواں نہیں

خیمہ میں، دشت کیں، میں زمانے میں، خلد میں
اصغر کی تشنگی کی کہانی کہاں نہیں

چھانیں نہ خاک دشت کی کس طرح اہلبیت
پالا تھا جن کو گود میں ان کا نشاں نہیں

کہتی تھی ماں کہ دھوپ میں اصغر کی قبر ہے
بچے تری لحد پہ کوئی سائباں نہیں

اُڑ اُڑ کے خاک دشت چھپاتی ہیں میتیں
لاشوں پہ بے کسوں کے کوئی سائباں نہیں

﴿۱۳﴾

کوئی مظلومی میں مثل سبط پیغمبر نہیں
آ گیا چہلم مگر گردن پہ اب تک سر نہیں

جب سے کٹوا کر گلا مقتل میں سوئے ہیں حسینؑ
قبر میں حیدرؑ نہیں تربت میں پیغمبرؐ نہیں

اربعیں تک سیدہؑ روئیں گی بیٹے کے لئے
کیا ہوا لاش برادر پر اگر خواہر نہیں

کربلا میں خاندان مصطفیؐ ایسا لٹا
اک سوائے عابدؑ بیمار سارا گھر نہیں

خشک لب شبیرؑ کے اب تک نہیں بھولا جہاں
کون سی وہ آنکھ ہے جو آنسوؤں سے تر نہیں

کربلا والوں سے بڑھ سکتے نہیں اصحاب بدر
جن کے سر کاٹے گئے اُن کا کوئی ہمسر نہیں

اُن غریبوں کے لئے گور و کفن کا ذکر کیا
جب سوائے خاک جسموں پر کوئی چادر نہیں

بحر غم میں آل احمدؐ کا خدا ہے بادشاہ
ناخدا بیمار، کشتی چور، ہے لنگر نہیں

جس کو سینہ پر سلایا تھا نبیؐ نے بارہا
جز زمیں اس کے لئے تکیہ نہیں بستر نہیں

ہائے پہچانے نہیں جاتے شہیدان جفا
کیا بڑوں کا ذکر بچوں کے تنوں پر سر نہیں

کون دے کاندھا جنازے کو کہ عابدؑ کے سوا
وقت دفن شاہ دیں اکبر نہیں اصغر نہیں

کربلا میں ہوچکے ہیں دفن جب سے شاہ دیں
کون سا عالم میں دل ہے جو تہِ خنجر نہیں

پہلے ہی خوں سے نہا کر جان دی شبیرؑ نے
غسل کا محتاج ابن ساقیٔ کوثر نہیں

کون دے دو گز کفن شبیرؑ کو مرنے کے بعد
ہاں بہن کو فکر ہے سر پر مگر چادر نہیں

دیکھئے حال سکینہ اے علمدار حسینؑ
کان میں بوندیں لہو کی ہیں مگر گوہر نہیں

باپ کی یاد آرہی ہے دیکھ کر بیٹے کا حال
جسم قاسم کب دل صد پارہ شبرؑ نہیں

کم نہیں رونے کو زخم کشتگان کربلا
کیا ہوا ہنستے ہوئے پھولوں کی گر چادر نہیں

ہے علم عباسؑ کے اجر شہادت پر گواہ
کب نشان مصطفی خون جری سے تر نہیں

وزن آہن بار غم کے ساتھ اُٹھے گا بھلا
طوق کے قابل تو عابدؑ کا تن لاغر نہیں

حلقۂ بند رسن کے ماسوا اے آسماں
اور تو بازو پہ رانڈوں کے کوئی زیور نہیں

کیا خبر کس جا امانت رکھ گئے اپنی حسینؑ
ذکر اصغر کیا نشان تربت اصغر نہیں

باپ کو کیوں کر پنہائیں گے کفن سجاد ہائے
تیر سے خالی کوئی جائے تن اطہر نہیں

رو رہی ہیں بیبیاں جی کھول کر لاشوں پہ آج
روکتا تھا آہ و زاری سے جو وہ لشکر نہیں

لاش پر کڑیل جواں کی ماں یہ کرتی تھی بیاں
گھاؤ میں سینے کے اب تو درد اے اکبر نہیں

چھٹ کے قید ظلم سے ماں کیوں اسیر غم نہ ہو
جب کھلے بازو تو لینے کے لئے اصغر نہیں

ماتم شبیرؑ سے خالی نہیں قلب حزیں
کب مرا سینہ نظیر دامن محشر نہیں

﴿۱۴﴾

دن اسیری میں کہاں ہو دیکھئے اور شب کہاں
بعد تاریخ دہم اب شہ کہاں زینب کہاں

ہے بھرے دربار میں آل پیمبرؐ کی طلب
اپنے پردہ داروں کو ڈھونڈیں حرم یا رب کہاں

اکبر و عباس و قاسم کو حرم کرتے ہیں یاد
کربلا تک ساتھ میں آئے تھے جو وہ اب کہاں

شام کو مقتل سے تنہا جا رہے ہیں اہلبیت
جو نہ تنہا چھوڑتے تھے رہ گئے وہ سب کہاں

سب شب عاشور تھے زنداں کی شب کوئی نہیں
دونوں شام غم ہیں پر وہ شب کہاں یہ شب کہاں

شاہ و لشکر کے سروں کو دیکھ کر کہتے تھے لوگ
جا رہا ہے چاند امامت کا مع کوکب کہاں

یاد آتا تھا جو بچہ راہ میں کہتی تھی ماں
کھیلتا تھا گود میں اصغر کبھی، پَر اَب کہاں

قید میں سجادؑ ہیں اور ہیں امام ابن امام
پر اسیری میں ہو ذکر عہدہ و منصب کہاں

پا پیادہ دیکھ کر عابدؑ کو بولے راہ گیر
ایسے بیماروں کو لے جاتے ہیں بے مرکب کہاں

﴿۱۵﴾

ظلم و بیداد کی پہنچے گی یہ بنیاد کہاں
تو ہی زنجیر بتا جائیں گے سجادؑ کہاں

جا بجا اہل ستم جورو جفا پر خوش ہیں
باپ کو روئیں کہاں اور کریں یاد کہاں

ہو نہ ہو قبر سے اصغر کی پتہ چلتا ہے
بانو چھوڑ آئیں ہیں اپنا دل ناشاد کہاں

امن نایاب ہے سادات کو گھر ہو کہ سفر ——— تو ہی اے چرخ بتا دے کہ ہوں آباد کہاں
بوسہ گاہ نبوی تھی وہ کوئی اور نہ تھی ——— سب نے دیکھا کہ پھرا خنجر فولاد کہاں
اے نبی آپ نے پالا تھا مدینہ میں اُنھیں ——— ذبح کر ڈالی گئی آپ کی اولاد کہاں
بانو کہتی تھیں کہ بستی مری ویراں کیوں ہے ——— علی اصغر مجھے بتلا کہ ہے آباد کہاں
کربلا سن کہ ملک روتے ہیں بالائے فلک ——— میہماں کی ترے جاتی ہے یہ فریاد کہاں
یادِ شبیرؑ میں کہتی تھی یہ یثرب کی زمیں ——— جو تھے آباد یہاں ہو گئے برباد کہاں
خوں سے کیوں سرخ نہ ہو روئے سکینہ اے دل ——— گل رخسار کہاں لطمہ بیداد کہاں
پیاس سے دشت میں تڑپا کئے اطفال حسینؑ ——— ہنسنے والوں نے سنی بچوں کی فریاد کہاں
راہ میں اہل حرم قید میں سجادؑ حزیں ——— خاک پر ہے شہ لولاک کی اولاد کہاں
مہر میں ماں کے تھی وہ نہر جہاں پیاسے تھے ——— بنت احمدؐ کی کمائی ہوئی برباد کہاں
دل شبیرؑ سے پوچھے کوئی بھائی کا ملال ——— دست عباس کٹے ہو گئی بیداد کہاں
خاک پر مصحف زہراؑ کے ورق چھٹکے ہیں ——— قافلہ یثرب و بطحا کا ہے آباد کہاں

﴿۱۶﴾

اربعیں ہے آج تک رویا فلک شبیرؑ کو ——— ہو گئے چالیس دن قتل شہ دل گیر کو
زلزلے میں ہے زمیں روتی ہیں لیلیٰ و رباب ——— ایک ماں کڑیل جواں کو دوسری بے شیر کو
کانپتے ہاتھوں سے دفنایا تھا جس کو شاہ نے ——— ڈھونڈھتی ہے آج ماں اس خوں بھری تصویر کو
گود میں آؤ علی اصغر یہ کہتی تھی رباب ——— چوم لے یہ ماں کسی صورت سے زخم تیر کو
ہر قدم پر گر رہے ہیں لڑکھڑا کر راہ میں ——— کیا ابھی سجادؑ نے چھوڑا نہیں زنجیر کو
بس فلک بس اب تو مرقد کی زمیں تجویز کر ——— اک زمانہ ہوگیا ہے خاک پر شبیرؑ کو
غربت مظلوم نے ذرّوں میں روحیں پھونک دیں ——— خاک صحرا ہوگئی آخر کفن شبیرؑ کو
دودھ بڑھنے کی کہیں منت، کہیں شادی کی نذر ——— مائیں سب کچھ کر چکیں پر کیا کریں تقدیر کو
کربلا کے دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے وہاں ——— جس جگہ کھینچا تھا اصغر کے گلے سے تیر کو

﴿۱۷﴾

گلشن احمدؐ ہوا تاراج ماتم کیوں نہ ہو ——— آسماں سے خون جب برسے تو پھر غم کیوں نہ ہو
لے گئے عباس غازی ساتھ زورِ شاہ دیں ——— کربلا میں سبط احمدؐ کی کمر خم کیوں نہ ہو
ٹکڑے ٹکڑے ہے دل اکبر سنانِ ظلم سے ——— جان زہراؑ کے جگر میں درد پیہم کیوں نہ ہو
مشک میں پانی نہیں ٹھنڈا ہے ریتی پر علم ——— کیوں نہ روئیں شاہ دیں ٹوٹی کمر خم کیوں نہ ہو
چہلم شبیرؑ ہے روتے ہیں لاشوں پر حرم ——— ہے وہاں سینہ زنی شیعوں میں ماتم کیوں نہ ہو
دل جلاتی ہے جہاں میں تشنگی شبیرؑ کی ——— جب دھواں سینے سے اُٹھے چشم پُرنم کیوں نہ ہو
راہ چلتا ہے مقید ہو کے بیمار حسینؑ ——— خانۂ زنجیر میں ہر گام ماتم کیوں نہ ہو

آسماں تو دیکھتا ہے پیکر مجروح شاہ
جسم پر جب زخم اتنے ہوں تو مرہم کیوں نہ ہو
کان میں آتی ہے آواز بکائے اہلبیت
سننے والوں کی زباں پر نوحہ غم کیوں نہ ہو
یاد ہو جب کربلا بھی پیاس بھی شبیرؑ بھی
روز عاشورہ نگاہوں میں مجسم کیوں نہ ہو
شام والوں نے بجھایا قبر احمد کا چراغ
کیوں نہ گہنائیں ستارے روشنی کم کیوں نہ ہو
ہے جہاں اندھیر چشم شاہ میں وقت زوال
جب نہ ہوں اکبر تو پھر نور بصر کم کیوں نہ ہو

﴿۱۸﴾

ہو چکا عاشور روز اربعیں ہے دوستو
زلزلے میں آج مقتل کی زمیں ہے دوستو
اب تو اصحاب کسا میں ایک بھی باقی نہیں
خاتم عالم کا حلقہ بے نگیں ہے دوستو
بیبیوں کو دے تسلی کون آکر دشت میں
چھٹ کے آئیں ہیں تو اب کوئی نہیں ہے دوستو
کیوں نہ عالم خاک اڑائے کیوں لہو روئے نہ چرخ
خاک وخوں میں دوش احمدؐ کا مکیں ہے دوستو
پانی پانی نہر ہے پیاسوں سے آتا ہے حجاب
موج کی دریا کے منہ پر آستیں ہے دوستو
جس جگہ روئے تھے اکبر کی جوانی کو حسینؑ
آج تک اشکوں سے نم واں کی زمیں ہے دوستو
آسمان پر اُٹھ گئی یا قلب سرور میں رہی
سب تو ہیں اک قبر اصغر کی نہیں ہے دوستو
تفرقہ اندازیٔ خنجر پہ روتا ہے جہاں
جسم حضرت کا کہیں ہے سر کہیں ہے دوستو
منزلوں سے روتے آتے ہیں حرم شبیرؑ کو
آج تک اشکوں سے تر رن کی زمیں ہے دوستو
ڈھونڈتے پھرتے ہیں لاشوں میں حرم شبیرؑ کو
کون بتلائے پتہ جب سر نہیں ہے دوستو
بے گنہہ کے قتل سے اسلام کے دشمن ہیں شاد
ہیں نبیؐ ماتم میں اور زہراؑ حزیں ہے دوستو
فاطمہؑ کے گود کے پالے کو بھی ملتی نہیں
اس قدر نایاب مدفن کی زمیں ہے دوستو
کیوں نہ بھڑکے آتش غم قلب اہلبیت میں
جس میں اترے تھے وہ خیمہ اب نہیں ہے دوستو
روند ڈالے جس کا جی چاہے عدو ہوں یا فرس
جو کبھی تھا آسماں اب وہ زمیں ہے دوستو

﴿۱۹﴾

قیدیٔ زندان غم مقتل میں لائے جائیں گے
جو نہیں اُٹھے ہیں وہ لاشے اُٹھائے جائیں گے
مائیں چھٹ کر آ گئیں لیکن ثمر آنے کا کیا
گود میں قبروں کے اب بچے سلائے جائیں گے
عالم غربت میں ہیں شبیرؑ بعد دفن بھی
شمع کے بدلے لحد پر دل جلائے جائیں گے
آج جابر آگئے کل اور کوئی آئے گا
جن کو رونا ہے شہیدوں پر وہ آئے جائیں گے
ماں کو تھی فکر کفن چلا رہی تھی دشت میں
آؤ اے اصغرؑ تمھیں کپڑے پہنائے جائیں گے
آنکھوں امیں آنسو بھرے آیا ہے سارا قافلہ
زخم شاید تشنہ کاموں کے دھلائے جائیں گے
قتل سرور ہو چکے خیمے جلائے جائیں گے
جن کے وارث اُٹھ چکے اب وہ ستائے جائیں گے
پھر اندھیرا ہوگا پھر آنکھوں میں دن ہوگا سیاہ
چاند یثرب کے جومٹی میں چھپائے جائیں گے

کروٹیں لے گا زمانہ قلب مادر کی طرح
باپ کے پہلو میں جب اصغر نہ پائے جائیں گے
کہتی تھی لاش پدر سے کان دکھلا کر یتیم
تم نہ آؤ گے نہ اب موتی پنہائے جائیں گے
بار طوق اور بار غم اور دل پہ بار کارواں
عابدؑ بیمار اتنے بوجھ اٹھائے جائیں گے
جن کے دروازہ پہ پیغمبرؐ طلب کرتا تھا اذن
اب وہی پردہ نشیں در در پھرائے جائیں گے
حضرت عباس سقائی نہ بھولیں گے کبھی
ہم علم کے ساتھ مشکیزہ لگائے جائیں گے
پایا جب لوٹا ہوا اسباب تب بولی یہ یاس
کون ہے اب کس کو یہ کُرتے پنہائے جائیں گے
پردہ داری اب کہاں خیمے جلے چادر چھنی
سر کے بالوں سے فقط چہرے چھپائے جائیں گے
گھاٹ روکا تھا حسینی قافلے کا فوج نے
جب تلک زندہ ہیں ہم آنسو بہائے جائیں گے
دودھ پی سکتے نہیں کانٹے پڑے ہیں حلق میں
کیوں علی اصغر یہ ناوک تم سے کھائے جائیں گے

﴿۲۰﴾

پیاس میں آل نبیؐ کی میہمانی ہوگئی
کربلا میں آبروئے نہر پانی ہو گئی
گود میں نیند آگئی اصغر کو روتے ہیں حسینؑ
یہ کہانی ختم تیروں کی زبانی ہو گئی
کوئی دم کے میہماں ہیں بعد اکبر شاہ دیں
اب بُڑھاپا کیا رہے گا جب جوانی ہو گئی
چادر زینب نہ چھین اے آسماں اب رحم کھا
آل احمدؐ کی بہت کچھ قدردانی ہو گئی
خون مَلتے ہیں علی اصغر کا چہرے پر حسینؑ
اب کہ جب چہرہ کی رنگت زعفرانی ہو گئی
کاروان کربلا جب آکے پیاسا اُٹھ گیا
نہر کو اس درجہ شرم آئی کہ پانی ہو گئی
دشت میں ملبوس دامادی پنہایا جنگ نے
خون سے پوشاک قاسم کی شہانی ہو گئی
پیاس میں انصار شاہ دیں کی ہمت بڑھ گئی
جو مصیبت سامنے آئی وہ پانی ہو گئی
شکل اکبر میں بھرا خون شہادت نے وہ رنگ
اور کچھ دونی بہار نوجوانی ہوگئی
رایت عباس کے پرچم سے بدلا رنگ آب
خضر آیا نہر کی پوشاک دھانی ہوگئی
دم نہیں لیتا زمانہ ماتم شبیرؑ میں
یہ شہادت عبرت دنیائے فانی ہوگئی
صبح تک سب گھر بھرا تھا عصر کو کوئی نہیں
بات کہتے کہتے یہ ساری کہانی ہوگئی
پڑھ نہیں سکتے خط صغریٰ حسینؑ ابن علیؑ
تشنگی کی حد شہ دیں کی زبانی ہوگئی
قبر بچے کی بنائی تھی شہ مظلوم نے
وہ نشانی بھی تو نذر بے نشانی ہوگئی
ضعف سجادؑ اور قید بار آہن دیکھنا
بوجھ اٹھا لینے کے قابل ناتوانی ہوگئی
رک کے چلنا وہ گلوئے شہ پہ خنجر شمر کا
تشنگی کی شرح خنجر کی زبانی ہوگئی

﴿۲۱﴾

کربلا میں ہائے ظلم لشکر کفار سے
چھٹ گئے شبیرؑ عباس علم بردار سے
ہائے سقائے یتیمان حسینؑ ابن علیؑ
خیمہ تک پھر کر نہ آیا لشکر غدار سے

بن کے سقا لے کے رایت نہر پر کٹوا کے ہاتھ　　بڑھ گئے عباسؑ غازی جعفر طیار سے
خاک پہلے ہی سے اُڑتی تھی مگر بعد حسینؑ　　دیر تک اُٹھا دھواں بھی اس لٹی سرکار سے
نہر پر آکر بھی پیاسا ہی رہا بازوئے شاہ　　دل تڑپتا رہ گیا یاد شہ ابرار سے
پھٹ پڑا ہوگا فلک غم کا دل عباسؑ پر　　بہہ گیا ہوگا جو پانی تیروں کی بوچھار سے
کس طرح تسلیم کی ہوگی علیؑ کو وقت نزع　　ہاتھ دونوں تھے جدا جسم علمبردار سے
وارثوں کے قتل کا غم ظلم دشمن کا الم　　کوئی پوچھے اہلبیت احمدؐ مختار سے
جارہی ہیں شام کو کیا جانے کیوں کر اہلبیت　　ہے بلند آواز ماتم کوچہ و بازار سے
تیر کھا کر جان دے دی گود میں بے شیر نے　　کھودتے ہیں قبر اصغر شاہ دیں تلوار سے
ماتم عباسؑ نے توڑی کمر شبیرؑ کی　　لاش اکبر کی اُٹھے کیوں کر شہ ابرار سے
قید عابدؑ ہو رہے ہیں کوئی یہ کہتا نہیں　　طوق کا بوجھ اُٹھ سکے گا گردن بیمار سے
یا رسول اللہ روز حشر سنیئے گا ضرور　　داستاں اپنے پسر کی خنجر خونخوار سے

﴿۲۲﴾

نہر پر جاں دے کے عباسؑ دلاور رہ گئے　　خیمۂ شبیرؑ میں بچے تڑپ کر رہ گئے
چھد گئی مشک سکینہ بہہ گیا پانی تمام　　کھول کر منہ ہاتھ میں بچوں کے ساغر رہ گئے
کربلا کی وہ زمیں آباد ہے اس وقت تک　　چند دن آکر جہاں سبط پیمبرؐ رہ گئے
چند بوندیں خون کی تھیں ہائے وہ بھی گر گئیں　　تیر کھا کے باپ کے ہاتھوں پہ اصغر رہ گئے
اس طرح بے درد نے چھینے سکینہ کے گُہر　　چھوٹ کے کانوں سے موتی بھی تڑپ کر رہ گئے
ذبح ہوکر اُٹھ گئے شاہ امم لشکر سمیت　　تشنگی اور ظلم کے قصے زباں پر رہ گئے
ہاتھ سے چھوٹا علم عباسؑ غازی کے مگر　　خون کے قطرے پھریرے سے لپٹ کر رہ گئے
فوج اور سردار کوئی بھی نہ باقی رہ گیا　　بیبیوں کے لوٹ لینے کو ستم گر رہ گئے
رہ گیا اصحاب میں کوئی نہ شاہ دیں کے پاس　　پوچھنے والوں میں تیغ و تیر و خنجر رہ گئے
کیا کہوں کیا ظلم اولاد نبیؐ پر ہوگئے　　نے تنوں میں جاں رہی نے جسم پر سر رہ گئے
ساتھ والے ڈر گئے غربت وہ تھی شبیرؑ کی　　گھٹتے گھٹتے شاہ کے ناصر بہتّر رہ گئے
دے کے بابا کو صدا چپ ہوگئے بولے نہیں　　سینہ پر کھا کر سنانِ ظلم اکبر رہ گئے
بیبیاں کس کو سنائیں حال غم بعد حسینؑ　　نے پیمبرؐ رہ گئے باقی نہ حیدرؑ رہ گئے
نوک پر نیزوں کے سر بھیجے گئے سوئے یزیدلعہ　　کربلا کے دشت میں سب جسم بے سر رہ گئے
اللہ اللہ تشنگیٔ شاہ دیں کیا ہو بیاں　　مانگ کر پانی لعیں سے زیر خنجر رہ گئے
تیر و نیزہ اکبرؑ و اصغرؑ نے کھا کر جان دی　　قید ہونے کے لئے سجادؑ مضطر رہ گئے
کیوں نہ ہو تیرہ زمیں روئے نہ کیونکر آسماں　　خوں میں بھر کے چاند زہراؑ کے زمیں پر رہ گئے

پی لیا تیروں نے آکر مشک کا پانی تمام
منتظر بچے کھڑے خیمہ کے در پر رہ گئے
ہو گیا فرزند احمدؐ ذبح فرشِ خاک پر
خاک وخوں میں اٹ کے گیسوئے معنبر رہ گئے

﴿۲۳﴾

کیوں فلک کیا آل احمدؐ کی یہی توقیر تھی
دشمنوں میں سر برہنہ شاہ کی ہمشیر تھی
کس پہ خنجر پھیر کر اُٹھا ہے او شمر لعیں
بوسہ گاہ مصطفیٰؐ تھی گردن شبیرؑ تھی
فکر میں اطفال کی تھا غرق سقائے حسینؑ
ہاتھ ہو جائے قلم یہ خواہش تقدیر تھی
چین آیا باپ کی آغوش میں ہوکر شہید
آگئی اصغر کو نیند ایسی ہوائے تیر تھی
سامنے لاشے شہیدوں کے تھے روتے تھے حسینؑ
جس طرف دیکھا اُدھر اک خوں بھری تصویر تھی
خوش تھے اعدا پا برہنہ دیکھ کر سجادؑ کو
نوحہ گر بیمار پر بس پاؤں کی زنجیر تھی
آسماں ہلتا تھا جب فریاد کرتے تھے حسینؑ
نالۂ مظلوم میں کس قہر کی تاثیر تھی
قتل پر فرزند احمدؐ کی ہوئی تھی جو بلند
اُمت احمدؐ بتا وہ کون سی تکبیر تھی
جاں گزا ہے داستانِ آل پاک مصطفیٰؐ
بے کفن بھائی تھا رن میں بے رِدا ہمشیر تھی
قتل کر ڈالا جسے اکبرؑ سمجھ کر بے گناہ
شام والو یہ رسولؐ اللہ کی تصویر تھی
خیمے سے اصغرؑ چلے تھے جب پئے آب رواں
باپ کا دامن تھا منہ پر موت دامنگیر تھی
نوک نیزہ پر بھی مشغول تلاوت تھے حسینؑ
فرق اقدس کیا تھا اک قرآن کی تفسیر تھی
تیر مارا حرملہ لعنہ نے پیاس میں اصغرؑ کو ہائے
کوئی پوچھے کیوں شقی بچے کی کیا تقصیر تھی
بن کے سقائے حرم عباسؑ کوثر کو گئے
آبرو اس دن بڑھانے کی یہی تدبیر تھی
مشک تھی عباسؑ کے دانتوں میں جب بازو نہ تھا
جس کے منہ میں ہو شکار اس شیر کی تصویر تھی
سیلیاں کھائیں یتیمانِ شہ مظلوم نے
جن کو لوٹا اے فلک ان کی کوئی تقصیر تھی
بے کفن دیکھا کیا شبیرؑ کو تو اے فلک
جو ہو فرزند نبیؐ اس کی یہی توقیر تھی
خون رویا اربعیں تک آسماں شبیرؑ پر
دھوپ میں لاشہ پڑے رہنے کی یہ تاثیر تھی
قبر بیٹے کی بناکر اُٹھ نہ سکتے تھے حسینؑ
داغ دل تھا سامنے یا تربت بے شیر تھی
رونے والا لاشۂ مظلوم پر کوئی نہ تھا
کون آتا پاؤں میں سجادؑ کے زنجیر تھی

﴿۲۴﴾

آج تک مَشک وعلَم کا وہ فسانہ یاد ہے
بازوئے شبیرؑ کا دریا پہ جانا یاد ہے
ماہی بے آب کی صورت ہر اک دل ہے تپاں
کٹ کے تڑپا جو لب دریا وہ شانہ یاد ہے
وہ یتیموں کی صدائیں وہ سکینہ کی عطش
وہ چچا کے پاس سوکھی مَشک لانا یاد ہے
کیوں نہ روئیں کشتگان کربلا پر مرد و زن
جس میں خوں رویا ہے گردوں وہ زمانہ یاد ہے
مَشک کاہے کو چھدی ناسور دل میں پڑ گیا
غم سے عباس جری کا خوں بہانا یاد ہے

ہائے کیونکر بھول جائیں ہم کہ پیاسے تھے حسینؑ — پیاس میں سوکھی زباں کا وہ چبانا یاد ہے
ظہر تک جو کٹ گئی وہ فوج ہے پیش نظر — عصر تک جو لٹ گیا وہ آستانہ یاد ہے
باپ کے ہاتھوں پہ بچے کا جنازہ دیکھنا — گردن بے شیر پر ناوک لگانا یاد ہے
کیوں نہ تھرائے زمیں کیوں ہل نہ جائے آسماں — زلزلوں کا بعد قتل شاہ آنا یاد ہے
پیاس پر روز دہم قرآں اُٹھائے تھے حسینؑ — دونوں ہاتھوں پر علی اصغر کا لانا یاد ہے
قتل سے عباس کے بچوں کی ایذا بڑھ گئی — چھد کے مشکیزے کا خیموں میں پھر آنا یاد ہے
ہو گئی ہیں کربلا میں دفن دل کی حسرتیں — عصر کو اہل حرم کا خاک اُڑانا یاد ہے
وہ کمر ٹوٹی ہوئی شبیرؑ کی بھولی نہیں — وہ جواں بیٹے کے لاشہ کا اُٹھانا یاد ہے
تیرے دامن میں چھپا جب چھ مہینہ کا شہید — کربلا بتلا تجھے بھی وہ زمانہ یاد ہے
بوند آب نہر کی مہماں بلاکر بھی نہ دی — دشمنوں کا آگ خیمہ میں لگانا یاد ہے
بے کسی نے پردہ داروں کو نکالا بعد عصر — بیبیوں کا اس تن بے سر پہ آنا یاد ہے
رہ گیا دل پر غبار تشنگی شاہ دیں — خون میں عباس غازی کا نہانا یاد ہے
یاد میں بچوں کی وہ دم توڑنا عباس کا — حسرتوں کو لے کے وہ دنیا سے جانا یاد ہے
غم سے دل احباب کے آزاد ہوں کیا خاک اب — سید سجادؑ کا قیدی بنانا یاد ہے
راکب دوش نبیؐ کا سر کہاں نیزہ کہاں — قبر والوں کو بھی اس محشر کا آنا یاد ہے
رن میں گہنائے ہوئے تھے نجم و ماہ و آفتاب — بعد قتل شہ سیہ آندھی کا آنا یاد ہے

﴿۲۵﴾

اربعیں ہے تشنگان کربلا کی یاد ہے — آسماں ہلتا ہے جنبش میں لب فریاد ہے
رہ گئی نسل اُمیہ مٹ گئی نسلِ نبیؐ — جس کی آبادی سے رونق تھی وہی برباد ہے
کل تلک تو نینوا اک دشت یثرب شہر تھا — آج ویراں ہے مدینہ کربلا آباد ہے
مصطفیؐ رکھتے تھے جس کو سینۂ پر نور پر — نوک نیزہ پر وہی سر آگیا فریاد ہے
کربلا دیکھی تھی تو نے باغ احمدؐ کی بہار — خاک میں کیوں کر ملے وہ گل تجھے کچھ یاد ہے
رسّیاں اور بازوئے اہل حرم کیا قہر ہے — قید اعدا میں رسول اللہ کی اولاد ہے
نہر آنسو ہو کے بہتی ہے پس قتل حسینؑ — تشنگی شاہ کی کیا پر اثر روداد ہے
وادریغا کٹ گئے دست علمدار حسینؑ — آس بھی بچوں کی ٹوٹی یا خدا فریاد ہے
طوق اک خنجر ہے بیمار مصیبت کے لئے — باپ کے مانند زخمی گردنِ سجادؑ ہے
رو نہیں سکتے شہیدوں پر حرم جی کھول کر — تا دہن جو سانس آتی ہے وہی فریاد ہے
انقلاب دہر دیکھو بعد قتل شاہ دیں — آل احمدؐ میں ہے ماتم اور امت شاد ہے
بعد قتل شاہ بسمل ہو رہے ہیں اہلبیت — دل کے زخموں پر نمک شور مبارکباد ہے
پردہ داروں کی ردائیں لے کے کیا حاصل ہوا — بے حیائی آج تک فوج ستم کی یاد ہے

پردہ دارانِ حرم کیوں کر نہ تڑپیں بعد مرگ
خیمہ شبیرؑ میں فوج ستم ایجاد ہے

کربلا سے شام تک یوں لٹ کے جاتے ہیں حرم
بے برادر ہے بہن جو ماں ہے بے اولاد ہے

طالب نہر لبن کیا ہوگیا اے کربلا
قبر اصغر کا پتہ ملتا نہیں فریاد ہے

جس کو چوما ایک مدت تک نبیؐ نے پیار سے
اُس گلے پر اب نشان خنجرِ فولاد ہے

کلمہ گویوں نے مٹا دی ہائے تصویر نبیؐ
نوجوانی اکبر تشنہ دہن کی یاد ہے

بے کفن ہیں پردہ پوشان جہاں مرنے کے بعد
دیکھ اے گردوں شہیدوں پر نئی بیداد ہے

دُر سکینہ کے لئے زینبؑ کی چادر کی طرح
رحم آتا ہی نہیں جو ہے وہی جلّاد ہے

قتل کرکے آل احمدؐ کو ہے خوش ابن زیاد
روح پاک مصطفیٰؐ و مرتضیٰؑ ناشاد ہے

گردن اسلام کاٹی کربلا میں شمر نے
خود گواہ اس پر زبان خنجر فولاد ہے

زخم دل میں درد ہے فریاد کرتے ہیں حرم
یا علیؑ آؤ نجف سے یہ دم امداد ہے

خامۂ خونبار بس کر نوحہ ماتم تمام
خون آنکھوں سے بہاتی ہے یہ وہ روداد ہے

﴿۲۶﴾

چہلم مظلوم ہے گردوں لباس غم میں ہے
حشر کا سامان انبوہ بنی آدم میں ہے

آج پھر یاد آگئے ہیں دل کو دسویں کے شہید
آج پھر مصروف عالم شیون و ماتم میں ہے

جابر آئے ہیں مدینہ سے زیارت کے لئے
فوج قدسی بھی طواف قبلہ عالم میں ہے

کربلا میں آگئے ہیں سوگواران حسینؑ
آنسوؤں کے ساتھ خوں بھی دیدۂ پرنم میں ہے

دل پہ وہ داغ اسیری وہ شہیدوں کی عزا
دختر بنت نبیؐ پھر قید بند غم میں ہے

کھول کر دل آج روتے ہیں حرم مظلوم کے
قبر سلطان زمانہ حلقہ ماتم میں ہے

کربلا اچھا تو ہے تیرے شہیدوں کا مزاج
کارواں پیاسا جو اُٹھا تھا وہ کس عالم میں ہے

اب بھی اصغر کو شکایت پیاس کی ہے یا نہیں
آج تک ہر بے زباں ان کے لئے ماتم میں ہے

گردن بے شیر ہے کسی حال میں اے خاک پاک
زخم میں خاک شفا تو صورت مرہم میں ہے

خون کتنا بہہ گیا تھا نہر پر عباس کا
آج تک خوں کا نشاں مشکیزہ و پرچم میں ہے

ہو گئے جب سے جدا دست علمدارِ حسینؑ
رونے والوں کی طرح سے ہر علم ماتم میں ہے

پال کر بیٹے کو اٹھارہ برس روئے حسینؑ
کیا جوانی تھی کہ ذکر اس کا کتاب غم میں ہے

آسماں مرنے پہ بھی راحت نہیں شبیر کو
لاش دن کو دھوپ میں ہے رات کو شبنم میں ہے

آبرو اشک عزائے شہ سے بڑھتی ہے ضرور
رو حسین ابن علیؑ کو جب تلک دم دم میں ہے

﴿۲۷﴾

صبح ہے چہلم کی روز ماتم شبیرؑ ہے
چشم ہے خوں بار غم سے خم سپہر پیر ہے

پھر محرم کی دہم ہے آج بہر اہل بیت
جس طرف اُٹھتی ہے آنکھ اک خوں بھری تصویر ہے

پھٹ رہے ہیں دل شہیدوں کے لہو کو دیکھ کر
قصہ صبح شہادت ہر طرف تحریر ہے

داد ریغا اک تن مجروح پر بھی سر نہیں
یہ قیامت ہے تو پھر کیوں حشر میں تاخیر ہے

ہیں بہتّر غم زمینِ کربلا پر حشر ہے
دل ہے ٹکڑے ماتم طفل و جوان و پیر ہے

بے کفن ہے دشت میں دوش پیمبرؐ کا سوار
اے فلک جانِ نبیؐ کی کیا یہی توقیر ہے

ایک دن لایا تھا رضواں حُلہ خلدِ بریں
آج محتاج کفن رن میں تن شبیرؑ ہے

رو رہے ہیں وارثوں کو یاد کرکے اہلبیت
ہل رہے ہیں آسماں نالوں میں وہ تاثیر ہے

گرد ہیں مشغول ماتم بی بیاں با اشک وآہ
مرثیہ خواں بیچ میں حال تن شبیرؑ ہے

پاؤں بیمار محن کے غم سے اُٹھ سکتے نہیں
جادۂ صحرا بھی عابدؑ کے لئے زنجیر ہے

نے علمبردار ہے باقی نہ رایت ہی بلند
بستر خاک شفا پر لشکر شبیرؑ ہے

پیاس چھوٹے میہماں کی ماں کو یاد آتی ہے آج
جلنے والا دل چراغ تربت بے شیر ہے

اہتمام پردہ داری حرم ہو کس طرح
نہر پر بے دست و بازو بازوئے شبیرؑ ہے

اے حسینؑ ابن علیؑ بیٹے کی حالت دیکھئے
پاؤں میں اب تک نشانِ حلقۂ زنجیر ہے

ماں پہ یہ دن قید کے کیا جانئے کیوں کر کٹے
کب سے جنگل میں اکیلی تربت بے شیر ہے

باپ کی گودی میں جس نے ذبح بچہ کو کیا
رونے والوں کے دلوں میں آج تک وہ تیر ہے

قاسم و عباس و اکبر کا پتا ملتا نہیں
کربلا کا دشت ہے اور شاہ کی ہمشیر ہے

اُٹھ کے دیکھو اے علی اکبر پھوپھی کا حالِ زار
بازوؤں پر داستان قید غم تحریر ہے

کر رہے ہیں جمع عابد پارہائے جسم پاک
ایسے زخمی کے لئے یہ دفن کی تدبیر ہے

آپ کی پیاری سکینہ قید غم میں مرگئی
کچھ بھتیجی کی خبر اے بازوئے شبیرؑ ہے

نوحہ زینب سے تھراتی ہے مقتل کی زمیں
اس بہن کے واسطے بھائی کا غم جانگیر ہے

ہو کے چپ کرتے ہیں شکوہ اپنی غربت کا حسینؑ
اک زبان حال ہے وہ زخم میں جو تیر ہے

کون کاندھا دے جنازہ کون اُٹھائے یا حسینؑ
ایک بیٹا ہے سو وہ بھی کشتۂ زنجیر ہے

ہائے اے گردوں وہ چھوٹا سا نشاں کیا ہوگیا
کیوں نہاں آنکھوں سے قبر اصغر بے شیر ہے

شوقِ بخشش ہے تو اے دل قبر میں لے جا ضرور
ہاں گناہوں کے لئے خاک شفا اکسیر ہے

﴿۲۸﴾

اربعیں ہے نوحہ گر آل رسولؐ اللہ ہے
کربلا مقتول خنجر کی زیارت گاہ ہے

راکب دوش پیمبرؐ جو رہا شام و سحر
خاک پر افتادہ وہ سلطان عالی جاہ ہے

ہو گئے چالیس دن سبط نبیؐ کے قتل کو
آج تک نے قبر نے روضہ ہے نے درگاہ ہے

قصد دفن کشتگان ظلم میں ہیں اہلبیت
کام اتنے اور اک بیمار غم ہمراہ ہے

کربلا میں کیوں نہ روئیں اشک غم سے بیبیاں
خون میں ڈوبی ہوئی خاک شہادت گاہ ہے

عصر عاشورہ کو یوں خم ہو گئے تھے خاک پر
آج تک سجدے میں فرزند رسول اللہ ہے

ڈھونڈھنے سے قبر اصغر کا پتہ ملتا نہیں
ایسے پیوند زمیں کا غم غم جانکاہ ہے

کون آتا بہر نصرت جب نہیں اب تک کوئی
زائروں میں ایک جابر ابن عبداللہ ہے

خاک وخوں میں اٹ گئے ہیں اب تو پانی دے فرات
یا ابھی تک ان شہیدوں سے تجھے اکراہ ہے

یوں تو زینب کے جگر میں داغ غم ہیں بے شمار
یا امام دیں مگر داغ رسن جانکاہ ہے

کلمہ گویوں نے کیا اکبر کو برچھی سے شہید
ظلم سے صد چاک تصویر رسولؐ اللہ ہے

حلہ گل رنگ خوں میں یوں ہے قاسم کی نمود
نیند میں جاگا ہوا جیسے کوئی نو شاہ ہے

ہے کہاں روتی سکینہ بیٹھ کر شبیرؑ کو
دور میدان ستم سے لشکر بد خواہ ہے

سر نہیں تو ایک ہی صورت میں ہیں سارے شہید
ہے بہت پہچاننا مشکل خدا آگاہ ہے

پاؤں رکھتے کربلا کی خاک پر کیوں کر حرم
خون سے معصوم کے چھڑکی ہوئی سب راہ ہے

اے نشیب کربلا کیوں کر ہوئے بے دم حسینؑ
اس شہ مظلوم کی تو ہی شہادت گاہ ہے

از نشیب کربلا تا ساحل نہر فرات
نوحہ وغم سے بپا طوفان اشک و آہ ہے

ریگ صحرا پر پڑے ہیں نوجوان وطفل و پیر
کوئی تارا ہے کوئی خورشید کوئی ماہ ہے

علقمہ کی نہر تیری آبرو پر خاک ہے
پیاس کا مارا ہوا جان رسولؐ اللہ ہے

حضرت عباس غازی پردہ داری کیجئے
قافلہ اہل حرم کا وارد جنگاہ ہے

اے فلک اپنی جفاؤں کو تو ہی عبرت سے دیکھ
ہائے محتاج کفن یثرب کا شاہنشاہ ہے

کیا لکھے حال پُر اندوہ حرم قلب حزیں
داستاں میں طول ہے عمر رقم کوتاہ ہے

﴿۲۹﴾

ہل رہی ہے کربلا فریاد کی تاثیر سے
اربعیں کو ملنے آئے ہیں حرم شبیرؑ سے

ہر طرف آواز شیون آرہی ہے دشت سے
یوں بسا ہے فاطمہؑ کے نالۂ شبگیر سے

قید سے چھٹ کر بھی چل سکتے نہیں سجاد راہ
بعد اک مدت کے نکلے ہیں قدم زنجیر سے

تشنہ لب کا خون پی کر سر نہ اُٹھے گا کبھی
جو ندامت ہے وہ ظاہر ہے خم شمشیر سے

کیوں فلک یثرب میں قبر مصطفیٰؐ ہو بے چراغ
شام میں ہو صبح غم طالع سر شبیرؑ سے

یاد آیا ہے گلے پر تیر کھانا پیاس میں
ماں لپٹ کر رو رہی ہے تربت بے شیر سے

قدر کی شبیرؑ نے جو اپنے منھ پر مل لیا
وہ لہو جو گر چکا تھا حرملہ کے تیر سے

فتح سمجھی تھی شکست دیں کو فوج اشقیا
ہل رہا تھا عرش اعظم عصر کی تکبیر سے

چادریں ان کے سروں سے چھن گئیں بعد حسینؑ
جن کو ڈھانکا تھا خدا نے چادر تطہیر سے

اس کے ہوتے قتل ہو جائے گا اکبر سا جواں
ہم کو ایسی تھیں نہ اُمیدیں سپہر پیر سے

بعد عباس جری اعجاز تھی جنگ حسینؑ
ہائے دونوں ہاتھ الگ تھے بازوئے شبیرؑ سے

قید کے دکھ جھیل کر آئی ہے چہلم میں بہن   یا شہ دیں پوچھئے کچھ حال غم ہمشیر سے
نہر تو بہتی رہی اور اُٹھ گئے پیاسے حسینؑ   کس لئے یہ دشمنی مہمان بے تقصیر سے
سینۂ اکبر چھدا تھا جب تو سب کو یاد ہے   خون نکلا تھا رسولؐ اللہ کی تصویر سے
اس لئے تعجیل کرتے تھے شہادت میں حسینؑ   سامنے چادر نہ چھن جائے سر ہمشیر سے
کھو رہے ہیں جان جابر قبر سے لپٹے ہوئے   یاد آتی ہیں نبیؐ کی الفتیں شبیرؑ سے
خاک اُڑاتی ہیں ہوائیں دیکھ کر لاش حسینؑ   بے کفن کو تا کفن دے دیں کسی تدبیر سے
مل کے مارا ہے ہزاروں نے شہہ ابرار کو   صاف ظاہر ہے ہر اک زخم تن شبیرؑ سے
قید ہے طوق و سلاسل میں امام ابن امام   کوئی شہزادہ چلا ہے راہ اس توقیر سے
زانوئے پاک نبیؐ اس کی جگہ تھی روز و شب   ہائے نیزہ کو تھا کیا مطلب سر شبیرؑ سے
مر گئے جو شاہ دیں کے ساتھ وہ ہنستے ہیں آج   حشر تک روئے گا جو باقی رہا تقدیر سے

﴿۳۰﴾

وہ کلی مرجھا چکی جو غم سے مرجھانے کو تھی   آ چکی باغ نبیؐ پر جو خزاں آنے کو تھی
جا کے یثرب میں بسائی تھی جو پیغمبرؐ نے ہائے   کربلا کی خاک میں بستی وہ مِل جانے کو تھی
ذبح ہو کر نام ایماں رکھ لیا شبیرؑ نے   ورنہ دیں مٹنے کو تھا ملت بدل جانے کو تھی
نورعین مصطفیؐ کا سر تھا بالائے سناں   نوک نیزہ کیا فلک قرآن اٹھوانے کو تھی
صبر کے لنگر سے روکا سید سجادؑ نے   عصر کو عاشور کے گیتی الٹ جانے کو تھی
لاشۂ بے سر تھا اپنا مرثیہ خواں اس طرح   غم سے جان عترت احمدؐ نکل جانے کو تھی
سامنے بھائی کا سر اور ہر طرف فوج یزید   کون سی صورت دل زینب کے بہلانے کو تھی
خاک کا چہرہ سیہ تھا بعد قتل شاہ دیں   چشم گردوں لاش شہ پر خون برسانے کو تھی
خاک وخوں میں اَٹ گئے تھے گیسوئے پاک حسینؑ   بس ہوا اُلجھی ہوئی وہ زلف سلجھانے کو تھی
ہر طرف تھے تیر بیٹی کو لگاتے کیا گلے   کوئی جا خالی تن شہ میں نہ لپٹانے کو تھی
ہو کے ماتمدار شہ ملتا کف افسوس کیوں   خلد کی جا گیر ہاتھوں سے کہیں جانے کو تھی

﴿۳۱﴾

دوری شام و عراق افسوس جسم و سر میں ہے   یہ زمین کربلا پر وہ عدو کے گھر میں ہے
آئینہ ہے دیکھنے والوں پہ ایذائے یتیم   سنتے ہیں گوش سکینہ کا لہو گوہر میں ہے
کیوں کھٹک سی ہو رہی ہے سینہ احباب میں   کیا ابھی برچھی کا پھل پنہاں دل اکبر میں ہے
چاک ہے اتنا ہی دل زینب کا تیغ رنج سے   جس طرح کا گھاؤ بھائی کے تن اطہر میں ہے
شام تک پڑھتے گئے یوں مصحف باری حسینؑ   آج تک قرآن کی آواز دشت و در میں ہے
پردہ نعش و حرم دونوں کے دشمن ہیں لعیں   جو کفن میں بات پیدا ہے وہی چادر میں ہے

پتھروں تک سے لہو نکلا پس ذبح حسینؑ
خون عالم کا ٹھکانا شمر کے خنجر میں ہے

قبر پیاسے کی جو بن جاتی تو رو دیتے حرم
جمع کچھ تھوڑا سا پانی دیدہ ہائے تر میں ہے

دست و پا و گوش سے آتی تھی نوحوں کی صدا
ایک مجلس سی بپا لوٹے ہوئے زیور میں ہے

ہے صباح و شام گردوں پر عیاں موج شفق
جوش اب تک اس طرح کا خون پیغمبرؐ میں ہے

لوٹ کے اسباب کو روتے ہیں دشمن دیکھ کر
داستان تشنگی سوکھے ہوئے ساغر میں ہے

بے حیاؤں نے حیاداروں کو لوٹا اس طرح
کارواں اہل حرم کا شرم کی چادر میں ہے

پڑھتے ہیں نوک سناں پر کہف کا سورہ حسینؑ
تر زبان خشک اب تک طاعت داور میں ہے

مل رہا ہے سارے منھ پر یہ لہو نور خدا
کیسا طاہر خوں الٰہی گردن اصغر میں ہے

داغ ماتم قبر مومن کے لئے ہے شمع طور
نور اس کا یاں سے زائد عرصۂ محشر میں ہے

﴿۳۲﴾

کہتے کیا امت کو گر آکر پیمبرؐ دیکھتے
کیا نواسے کے گلے کو زیر خنجر دیکھتے

بند کرتے اپنی آنکھیں کیوں نہ نیزے پر حسینؑ
کیا بہن کو ایسے بلوے میں کھلے سر دیکھتے

کیوں نہ پانی کے لئے عباس کرتے جاں نثار
ہاتھ میں بچوں کے کب تک خشک ساغر دیکھتے

لشکر اعدا کو ہوتی قدر پیغمبرؐ اگر
چھوڑ کر ہاتھوں سے نیزے شکل اکبر دیکھتے

بھول جاتے شکوۂ تیر جفا میدان میں
باپ کے منھ کو علی اصغر جو مڑ کر دیکھتے

دفن اصغر کو کیا اے شاہ دیں اچھا کیا
کس طرح اہل حرم بچہ کو بے سر دیکھتے

عصر کو لاش علی اکبر سے کہتے تھے حسینؑ
جنگ کرتا میں جو تم خیمہ کو دم بھر دیکھتے

بے کفن رہنا گوارہ تھا شہ دیں کو مگر
یہ نہ ممکن تھا کہ رانڈوں کو کھلے سر دیکھتے

علقمہ کی نہر کا کیا ذکر اصحاب حسینؑ
منہ پھرا لیتے جو رن میں آب کوثر دیکھتے

خون ہوجاتا کلیجہ حضرت عباسؑ کا
گر کہیں چھنتے ہوئے بچی کے گوہر دیکھتے

عمر بھر روئے سبھی سن کر شہادت کی خبر
کیا گذر جاتی اگر شبیرؑ کا سر دیکھتے

﴿۳۳﴾

جو حرم پر ہونے والی تھی وہ بدعت ہو چکی
اس کا چہلم آج ہے جس کی شہادت ہو چکی

شام سے آئی ہے چھٹ کر عترت خیرالوریٰ
قید جتنے دن کی تھی ختم اتنی مدت ہو چکی

کھو کے آئے ہیں سکینہ کو دیار شام میں
ختم موتی چھینے جانے کی شکایت ہو چکی

چڑھ چکا شبیرؑ کا سر نیزۂ خونی پہ ہائے
اب رہا دنیا میں کیا صبح قیامت ہو چکی

بے کفن شبیرؑ ہیں اور بے رِدا ہیں اہلبیت
ظلم باقی کون سا ہے جب یہ حالت ہو چکی

ہاتھ جس کے مصطفیؐ کے خوں میں ہیں ڈوبے ہوئے
حشر کے دن ایسی اُمت کی شفاعت ہو چکی

کشتہ راہ خدا کے سر سے الٹی یوں نقاب
کربلا سے شام تک سر کی زیارت ہو چکی

چھن گئے موتی سکینہ کے پس قتل حسینؑ زندگی تک باپ کے کانوں کی زینت ہو چکی
قبر اب پائی تو کیا بے دفن مدت تک رہے کشتگان راہ حق کی ہتک حرمت ہو چکی
رو کے کہتی تھیں یہ بانو لو خبر مادر کی بھی آؤ اکبر گھر میں اب بابا کی نصرت ہو چکی
جس کو سینچا تھا نبی نے اب وہ کیا سرسبز ہو تین دن میں خشک وہ ساری زراعت ہوچکی
تیر سے گل ہوگئی ہے شمع دامان حسینؑ خیمہ میں کیا لائیں اصغر کی شہادت ہو چکی
حشر تک رویا کرو بس مل نہیں سکتے حسینؑ کربلا میں رائگاں احمدؐ کی محنت ہو چکی
نہر سے آکر سکینہ کو طمانچوں سے بچاؤ حضرت عباسؑ سقائی کی خدمت ہو چکی
چھوٹی سی تربت پہ مثل ابر تر روئے حسینؑ پیاس کی حالت میں اصغرؑ کی شہادت ہو چکی
اب بھرے دربار میں قیدی بلائے جاتے ہیں در بدر تشہیر پیغمبرؐ کی عترت ہو چکی
دیکھنے آیا نہ کوئی لوٹنے آئی سپاہ عابدؑ بیمار کی ایسی عیادت ہو چکی
فرط غم سے ہل رہی ہے کربلا کی خاک بھی شام جاتی ہے بہن بھائی سے رخصت ہو چکی

﴿۳۴﴾

مر چکے تھے سب کے سب وحدت فقط دم ساز تھی رن میں ''ھل مِن ناصرٍ'' کی اک حزیں آواز تھی
آگے آگے تھا سر شبیرؑ اور پیچھے حرم حیف چشم حق نما تھی جو بہ حسرت باز تھی
کہہ رہے تھے چپکے چپکے کچھ تہ خنجر حسینؑ عاشق و معشوق میں کچھ گفتگوئے راز تھی
رو دیا سارا جہاں تنہا رہی جب شہ کی لاش جا چکیں زینب تو پھر آواز ہی آواز تھی
سر کٹا کس کا دہم کو ہم بتا سکتے نہیں جو سنی نیزے پہ وہ قرآن کی آواز تھی
پر لگائے حرملہ نے تیر میں کیوں بے خطا موت بچے کی طرف خود مائل پرواز تھی
خوب نیند آئی علی اصغر کو کھا کر تیر ظلم باپ کی گودی نہ تھی اک خواب گاہ ناز تھی
کون بتلائے جہاں کو انتہائے تشنگی بند جب پانی نہ تھا اس دم سے پیاس آغاز تھی

﴿۳۵﴾

گھر لئے پھرتا ہے ہر دل بے وطن کے واسطے آنکھ ساغر ہوگئی تشنہ دہن کے واسطے
شام جاتے خوب روئے لاش سرور پر حرم ایک چادر بھی نہ تھی باقی کفن کے واسطے
اس کو کہتے ہیں مصیبت اس کو کہتے ہیں ملال آسماں رویا لہو تشنہ دہن کے واسطے
ان سا باغی بڑھ کے ہوگا کون زیر آسماں لائے جو تیشہ پیمبرؐ کے چمن کے واسطے
کر چکا تجویز مدت سے سپہر نیلفام تیر کا کانٹا صغیر گل بدن کے واسطے
سر کی چادر بھی نہ چھن جاتی تو کیا کرتے حرم منھ چھپاتے یا اٹھا رکھتے کفن کے واسطے
خطۂ یثرب سے آکر کربلا میں ہوگئی دختر مشکل کشا بند رسن کے واسطے
گرم تھی خاک اس لئے اُٹھ کر نگاہ یاس نے چھان ڈالا چرخ اصغرؑ کے کفن کے واسطے

لے گئے اعدا تو لے جائیں لباس شاہ دیں
چادر تطہیر باقی ہے کفن کے واسطے
یہ قیامت تک نہ نکلے گا کبھی اے آسماں
فاطمہؑ کا چاند آیا تھا گہن کے واسطے
عصر عاشورہ کو لائیں آندھیاں اُٹھ کر سیاہ
بھائی کی خاطر کفن چادر بہن کے واسطے
لائی تھی بچے کو ماں اِک دن پئے نذر حسینؑ
جب کبھی روئے تھے بچپن میں ہرن کے واسطے

﴿۳۶﴾

آسمان نیلفام انداز فریادی میں ہے
اُٹھ گئے شبیرؑ ویرانی ہر آبادی میں ہے
اللہ اللہ کیا بیاں ہو وصف انصار حسینؑ
اُن کے پنجوں کا نشاں شمشیر فولادی میں ہے
مر کے زندہ کر دئے شبیرؑ نے اسلام و دیں
موت ویرانے میں آئی ذکر آبادی میں ہے
جس طرف گذرا حسینی قافلہ لوٹا ہوا
خضر بھی اب تک گریباں چاک اُس وادی میں ہے
تف تری گردش پہ ہے اے آسمان ظلم کیش
قید میں عابد ہیں فوج شام آزادی میں ہے
قتل کر ڈالا مگر ایذا رسانی ہے ضرور
نوک نیزہ بعد مردن بھی سر ہادی میں ہے
شاہ کہتے تھے کہ اچھا قتل کرتے ہو کرو
کوفہ والو فائدہ کیا میری بربادی میں ہے

﴿۳۷﴾

میانِ جن و ملائک کہاں یہ غم نہ ہوئے
زمانہ رویا اور اشک ملال کم نہ ہوئے
خیال حضرت عباس تھا کہ ہاتھوں سے
پہنچ ہی جائے گا پانی اگر قلم نہ ہوئے
خریدا خلد کی جاگیر کو شہیدوں نے
مگر یہ نوحۂ دل ہے کہ آہ ہم نہ ہوئے
کمر شکن تھا برادر کا غم و گر نہ امام
بہت سے لاشے اٹھا لائے اور خم نہ ہوئے
معہ سپاہ شہ دو جہاں تھے مقتل میں
جب آیا رونے کا ہنگام تب حرم نہ ہوئے
لہو شہیدوں کا پہنچا سپہر تک اے چرخ
مگر کنارہ گردوں بھی تجھ سے نم نہ ہوئے
امام پاک کے ساتھی رہے قیامت تک
بہتر آئے تھے ہمراہ جو وہ کم نہ ہوئے
مرادیں نکلیں چراغ حیات گل ہوکر
نسیم خلد کے جھونکے ہوئے تھے دم نہ ہوئے
سبھوں نے رو کے بنائی تھی اک سیاہی اشک
مگر وہ حال جو گذرے تھے وہ رقم نہ ہوئے
رہیں خیام کے سایہ میں بی بیاں تب تک
نہال باغ نبی جب تلک قلم نہ ہوئے
گیا حسینؑ کے ہمراہ قافلہ ایسا
ان ایسے دو بھی زمانے میں پھر بہم نہ ہوئے
بڑے سرور سے محراب تیغ میں جھکتے
بوقت ظہر وہ اصحاب صبح دم نہ ہوئے
پڑے تھے پیاس سے کانٹے گل پیمبرؐ میں
زباں چباتے مگر سید الامم نہ ہوئے
اسی طرف سے شمیم حیات آتی ہے
ہمارے دل کی تمنا ہوئی الم نہ ہوئے
جو کربلا میں ہوئے تھے امام بے کس پر
زمانہ کہتا تھا ایسے کبھی ستم نہ ہوئے

